احکام قبور

حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی قدس سرہ

تخریج و تحقیق

مولانا محمد دلشاد احمد قادری

ناشر:

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

هوالقادر هوالمقتدر هو القدیر

هذا بیان للناس و هدی و موعظة للمتقین

البناء المتین فی احکام قبور المسلمین

احکام قبور

تصنیف

مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی قدس سرہ

تخریج۔ ترتیب۔ تصحیح

مولانا محمد دلشاد احمد قادری

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

کتاب	:	احکام قبور
تصنیف	:	مفتی ابراہیم قادری بدایونی قدس سرہ
تخریج، ترتیب، تصحیح	:	مولانا محمد دلشاد احمد قادری
سن تالیف	:	۱۳۴۴ھ
طبع اول	:	۱۳۴۴ھ بدایوں
طبع جدید	:	۱۴۲۹ھ ۲۰۰۸ء
ناشر	:	تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف
کمپوزنگ	:	ہندوستان ڈی، ٹی، پی سروس، ذاکر نگر، اوکھلا، دہلی۔
تقسیم کار	:	مکتبہ جام نور 422 مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔
قیمت	:	

شرف انتساب

مصنف کے استاذ محترم اور مرشد برحق

سرکار صاحب الاقتدار حضرت سیدنا شاہ مطیع الرسول
عبد المقتدر قادری بدایونی قدس سرہ

کے نام
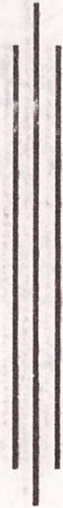
مقتدر خاک نشینِ درِ غوث الاعظم
میری قسمت کہ ملا صاحبِ ارشاد مجھے

ابتدائیہ

صاحبزادۂ گرامی مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

تاج الفحول اکیڈمی نے تین سالہ اشاعتی منصوبہ کے تحت اکابرین آستانہ قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کے قیمتی علمی سرمایہ کو جدید انداز میں منظر عام پر لانے کا پروگرام بنایا ہے، زیر نظر رسالہ بھی اسی سلسلۂ خیر و برکت کی ایک کڑی ہے۔

رسالہ کے مصنف حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عالیہ قادریہ کے ایک عظیم و جلیل فرزند تھے۔ آپ بدایوں کے مشہور صدیقی خاندان بنوحمید کے چشم و چراغ تھے، اس خاندان میں علم و فضل وراثتاً پشتوں سے چلا آرہا تھا۔ مفتی صاحب کے دادا حضرت مولانا ثامن علی صدیقی قادری حضور عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہ کے مرید تھے، مفتی صاحب کے والد ماجد استاذ العلماء حضرت مولانا محبّ احمد قادری بدایونی اپنے زمانے کے اجلۂ علماء میں تھے، آپ حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ کے شاگرد رشید تھے اور انہیں کے دامن کرم سے وابستہ بھی۔

حضرت مفتی ابراہیم قادری کی ولادت بدایوں میں تیرہویں صدی کی آخری دہائی میں ہوئی، متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں کے اساتذہ سے حاصل کی، اور تکمیل اپنے والد گرامی استاذ العلماء مولانا محبّ احمد صاحب قادری اور شہزادۂ تاج الفحول سرکار صاحب الاقتدار حضرت مولانا شاہ عبد المقتدر قادری بدایونی

قدس سرّہ سے کی۔ سرکار صاحب الاقتدار قدس سرہ ہی سے شرف بیعت بھی حاصل تھا نیز آپ نے مفتی صاحب کو جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت سے بھی نوازا تھا، مفتی صاحب کو شہزادۂ غوث الاعظم حضرت سید مرتضیٰ گیلانی الحموی قدس سرہ سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد دار العلوم شمس العلوم بدایوں میں تدریس کا آغاز کیا، اور کچھ عرصہ تک وہیں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۳۲۱ھ میں حافظ بخاری حضرت سید شاہ عبد الصمد چشتی سہسوانی قدس سرہ نے اپنے صاحبزادۂ والا شان حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی پھپھوندوی قدس سرہ کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ کو پھپھوند بلوالیا، پھپھوند شریف میں آپ نے شہزادۂ حافظ بخاری حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی قدس سرہ کو درس نظامی کی بعض کتب کا درس دیا۔ کچھ عرصہ تک نواب غلام محمد حافظی رئیس دادوں (علی گڑھ) کے مدرسہ دار العلوم حافظیہ سعیدیہ میں صدر مدرس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۲۴ء ۱۳۴۲ھ میں بمبئی تشریف لے گئے وہاں کھڑک مسجد کے امام وخطیب اور بمبئی کے مفتی مقرر ہوئے۔ اور وہیں مسند درس و تدریس آراستہ کی۔

لگ بھگ ۸۰ سال کی عمر میں طویل علالت کے بعد ۱۳۷۶ھ ۱۹۵۶ھ میں بدایوں میں وفات پائی، درگاہ قادری میں حوض کے کنارے اپنے دادا کے پہلو میں آسودۂ خاک ہیں۔ قبر پر ”تربت پاک محمد ابراہیم“ کا کتبہ لگا ہے، جس سے آپ کا سن وفات ۱۳۷۶ھ برآمد ہوتا ہے۔

دو صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے۔

(۱) مولانا محمد احمد عرف محمد میاں، آپ دار العلوم شمس العلوم کے فارغ تھے، اپنے

والد کے بعد کئی سال تک بمبئی میں کھڑک مسجد کے خطیب وامام رہے، تقسیم کے وقت پاکستان ہجرت کر گئے اور وہیں وفات پائی۔

(۲) مولانا طاہر القادری عرف پیارے میاں، آپ نے اپنے والد اور مدرسہ قادریہ کے دوسرے اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ حضرت عاشق الرسول مولانا شاہ عبد القدیر قادری بدایونی قدس سرہ سے شرف بیعت رکھتے تھے، بدایوں کی جامع مسجد شمسی کے خطیب وامام تھے، ۱۹۶۷ء میں پاکستان ہجرت کر گئے اور وہیں وفات پائی۔

حضرت مفتی صاحب سے بے شمار طلبہ نے فیض حاصل کیا، آپ کے تلامذہ میں تین حضرات نمایاں شان رکھتے ہیں۔

(۱) محبوب رب ذوالمنن حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی مودودی قدس سرہ

(۲) مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الحامد قادری بدایونی (صدر جمیعۃ علماء پاکستان)

(۳) پروفیسر ضیا احمد بدایونی مرحوم (صدر شعبۂ فارسی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

درس وتدریس اور افتاء کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیفی خدمات بھی انجام دیں۔ آپ کی چند تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ذبیحۂ مسلم مطبوعہ رحیمی پریس بمبئی ۱۳۵۱ھ

اس میں آپ نے "ما اهل لغير الله" پر محققانہ کلام کیا ہے۔

۲۔ توضیح جاں فزا نظامی پریس بدایوں ۱۳۶۶ھ

یہ رسالہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ سے استعانت واستمداد اور وسیلہ کے موضوع پر ہے۔

۳۔ اظہار حق مطبوعہ جہانگیری علوی پریس بمبئی۔

اس میں حرمتِ سود اور بینک کے منافع پر فقہ حنفی کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

۴۔ احکام اللحیہ المعروف بہ داڑھی اور اسلام

امیر الاقبال پریس بدایوں ۱۳۴۷ھ

داڑھی سے متعلق مسائل پر مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔

۵۔ ریاض القراءۃ مطبوعہ امیر الاقبال پریس بدایوں ۱۳۴۸ھ

طلبہ کے لئے فن تجوید میں ایک مفید رسالہ ہے۔

۶۔ عقائد و فتاویٰ اہل سنت نظامی پریس بدایوں۔

اس میں اہل سنت و جماعت کے بعض عقائد و اعمال پر کتاب و سنت کی روشنی میں کلام کیا گیا ہے۔

۷۔ فتویٰ مبارکہ در مسئلہ اذان خطبہ مطبوعہ نظامی پریس بدایوں۔

۸۔ البناء المتین فی احکام قبور المسلمین

یہ یہی زیر نظر رسالہ ہے، یہ پہلی مرتبہ بدایوں سے ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوا تھا، اور اب تاج الفحول اکیڈمی جدید آب و تاب سے شائع کر رہی ہے۔

۹۔ سیف دستگیر ترجمہ ملفوظ کبیر ۴ حصہ مطبوعہ شائتی پریس بدایوں ۱۹۳۱ء

یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان ۶۲ مواعظ کا مجموعہ ہے جو آپ نے ۵۴۵ھ اور ۵۴۶ھ میں مدرسہ قادریہ بغداد شریف میں ارشاد فرمائے تھے، ان مواعظ کو آپ کے پوتے حافظ امام عفیف الدین مبارک قادری بغدادی قدس سرہ نے قلم بند فرمایا تھا، یہ مواعظ "الفتح الربانی" کے نام سے اولاً مصر سے شائع ہوئے تھے، اس کے بعد نایاب تھے، ان مواعظ کا ایک قلمی نسخہ حضور غوث اعظم کی اولاد امجاد میں سے ایک بزرگ حضرت سید شاہ نور محمد قادری رزاقی بغدادی قدس سرہ کے پاس تھا، آپ ۱۰۸۰ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور دکن میں بمقام پیٹھن سکونت اختیار

فرمائی، یہ قلمی نسخہ آپ کی اولاد میں نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا اسی خانوادہ کے ایک بزرگ حضرت سید شاہ قادر بادشاہ قادری رزاقی علیہ الرحمۃ تک پہونچا، آپ کو خیال آیا کہ اس کا اردو ترجمہ کرواکر شائع کیا جائے تاکہ عام اردوداں حضرات بھی اس سے استفادہ کرسکیں، یہ پہلی جنگ عظیم کے بعد کا زمانہ تھا، جنگ کے بعد چند سال تک نقیب الاشراف حضرت پیر ابراہیم سیف الدین گیلانی بغدادی (صاحب سجادہ آستانۂ غوث اعظم بغداد شریف) بمبئی میں مقیم رہے تھے، حضرت سید قادر بادشاہ قادری قدس سرہ نے مواعظ کا یہ مجموعہ حضرت پیر ابراہیم صاحب قدس سرہ کو دکھایا، اور ترجمہ کی خواہش کا اظہار کیا، حضرت پیر صاحب نے فرمایا اس کا ترجمہ ضرور کرواؤ'' مگر ترجمہ کسی بدایونی مولوی سے کروانا''۔ حضرت مفتی ابراہیم قادری بدایونی ان دنوں کھڑک مسجد بمبئی میں خطیب وامام تھے، لہذا حضرت سید قادر بادشاہ قادری نے ترجمہ کی ذمہ داری مفتی صاحب کو سونپی، ابتداء یہ مواعظ چار حصوں میں شانتی پریس بدایوں سے شائع ہوئے تھے، اس اشاعت میں صفحہ کے ایک طرف عربی متن مع اعراب اور دوسری طرف اردو ترجمہ ہے۔ ۱۹۸۵ء میں فرید بک اسٹال لاہور نے اس کو فیوض غوث یزدانی ترجمہ الفتح الربانی کے نام سے شائع کیا، اس پر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ کا مبسوط مقدمہ بھی ہے، یہ تقریباً ۷۵۰ صفحات کی ضخیم کتاب ہے۔ ابھی چند سال قبل اسلامک پبلیشر دہلی نے اس نسخے کا عکس شائع کیا ہے۔

حضرت سید قادر بادشاہ قادری رزاقی قدس سرہ کے پوتے حضرت سید الحاج مشتاق قادری رزاقی (صاحب سجادہ آستانہ قادری پیٹھن شریف) نے ان مواعظ کو از سر نو کمپوز کرواکر ۲۰۰۸ء میں جدید آب وتاب سے شائع کروایا ہے۔

زیر نظر رسالہ کا پورا نام ''البناء المتین فی احکام قبور المسلمین''

ہے، یہ تاریخی نام ہے جس سے رسالہ کا سن تالیف ۱۳۴۴ھ برآمد ہوتا ہے، اپنے موضوع پر رسالہ جامع اور عوام کے لئے مفید ہے، رسالہ کی تخریج و تحقیق اور جدید کاری عزیز گرامی مولانا دلشاد احمد قادری استاذ مدرسہ قادریہ نے کی ہے۔

رب مقتدر مصنف رسالہ، محقق رسالہ اور ناشرین رسالہ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور تاج الفحول اکیڈمی کے اس تین سالہ اشاعتی منصوبے کو بحسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہونچائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

اما بعد

دربار احدیت سے تمام اولادِ آدم علی نبینا علیہ السلام کو خلعت لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ (۱) عطا ہوا اور خاص گروہ مومنین و متقین کو اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ (۲) سے سراہا گیا پھر ان میں سے کوئی منصب نبوت و رسالت کے ذریعہ ممتاز ہوا کسی کو مرتبۂ صدیقیت و شہادت اور صلاح سے مشرف فرمایا ہر دور میں طرح طرح کی نیرنگیاں قدرت کی دکھائی گئیں آخر دور میں اپنے پیارے محبوب ختم رسل سید کل سرتاج دو عالم باعث تخلیق عالم و آدم حضور پُر نور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو شمع ہدایت لے کر بھیجا اور تمام شرائع و ادیان کو منسوخ فرما کر دین محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قیامت تک باقی و غالب کر دیا اور فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا (۳)

اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو سارے دینوں پر غالب فرما دے اگرچہ

---

(۱) ترجمہ: ہم نے آدم (علیہ السلام) کی اولاد کو عزت دی، الاسراء: آیت ۷۰

(۲) ترجمہ: سب سے زیادہ بزرگ و معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ الحجرات: آیت ۱۳

(۳) الصف: آیت ۹

مشرکوں کو نا گوار گزرے۔

دین محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے دوام و بقا کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یُرِیدُونَ لِیُطفِؤا نُورَ اللّٰہِ بِاَفوَاھِھِم وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَو کَرِہَ الکٰفِرُونَ (۴)

وہ (کافر مشرک) اللہ کے نور کو اپنی منھ کی پھونک سے بجھا نا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کر کے ہی رہے گا اگرچہ کافروں کو نا گوار گزرے۔

ارشاد خداوندی ہے:

وَ مَن یَّبتَغِ غَیرَ الاِسلَامِ دِینًا فَلَن یُّقبَلَ مِنہُ (۵)

جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا

اس دین کے ماننے والوں، اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں، اس کے احکام کی عزت واحترام کرنے والوں کو کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ (۶) اور اُولٰئِکَ ھُم خَیرُ البَرِیَّۃِ (۷) سے نواز کر منصب شہادت سے معزز فرمایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے احترام کا حکم دیا ان کی آبرو، ان کے اموال، ان کے خون کی عزت وتحفظ کی تاکید فرمائی

---

(۴) الصف: آیت ۸

(۵) آل عمران: آیت ۸۵

(۶) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو: آل عمران: آیت ۱۱۰

(۷) ترجمہ: وہی لوگ تمام مخلوق میں بہترین ہیں: البیّنۃ: آیت: ۷

ان سے مخصوص گروہ اولیاء وشہداء رحمہم اللہ کو رب تعالیٰ نے اور بالاتر شرف سے نوازا ان کی عداوت وایذاء دینے والوں کو اپنا دشمن مقابل قرار دیا ایک روایت میں آیا:

من اٰذی لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب

جس نے میرے ولی کو ایذاء وتکلیف دی اس سے میں اعلان جنگ کرتا ہوں دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے

من عادی لی ولیّا فقد اٰذنته با لحرب (۸)

جس نے ہمارے دوست سے عداوت کی پس ہم نے اس کولڑائی

---

(۸) پوری حدیث یہ ہے

انّ اللّٰہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیّا فقد اٰذنته بالحرب وماتقرب الیّ عبدی بشئی احب الیّ مما افترضت علیه وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ حببته فاذا احببته فکنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصربه ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سألنی لا عطینّه ولئن استعاذنی لاعیذنّه

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) جس نے میرے ولی سے عداوت کی پس میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں جب میرا بندہ میری محبوب چیز جو میں نے اس پر فرض کی ہے اس کے ذریعہ قرب حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں پس میں اس کے کان ہو جاتا ہوں وہ ان سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں وہ اس سے دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں وہ اس سے پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں وہ اس سے چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ عطا کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ: خطیب تبریزی: ج۱/ص ۱۹۷باب ذکر اللّٰہ عزوجل والتقرب الیه: اصح المطابع دهلی ۱۳۷۵ھ بروایت ابوهریره رضی اللّٰہ عنه.

کی اجازت دی (کہ وہ ہم سے لڑے)

شہداء کرام کا وہ اکرام ہوا کہ ان کو تو مردہ کہنے کا بھی حکم نہیں یہ تو کچھ پہلی زندگی سے بھی اچھی حیات والے ہیں

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاء وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ (۹)

جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

بلکہ شہداء کرام کو مردہ گمان کرنے پر بھی پابندی عائد کردی گئی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ

---

(۹) البقرۃ: آیت ۱۵۴

صاحب تفسیر مدارک نے اس آیت کے تحت لکھا ہے

لا تعلمون ذلک لان حياة الشهيد لاتعلم حِسًّا عن الحسن رضى الله عنه ان الشهداء احياء عندالله تعرض ارزاقهم على ارواحهم فيصل اليهم الروح والفرح كما تعرض النار على ارواح آل فرعون غدوا وعشيا فيصل اليهم الوجع.

تم (شہداء کی حیات کو) نہیں جانتے ہو اس لیے کہ شہید کی زندگی کو از روئے حس نہیں جانا جاتا حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں ان کی ارواح مقدسہ پر ان کے رزق پیش کئے جاتے ہیں تو اس سے انہیں راحت وخوشی پہونچتی ہے جیسا کہ آل فرعون پر صبح وشام دوزخ کی آگ پیش کی جاتی ہے جس سے ان کو تکلیف وایذا پہونچتی ہے۔

تفسیر مدارك: عبدالله بن احمدبن محمود النسفي: ج ۱/ص ۸٤ اصح المطابع بمبئى

اَحۡيَاۗءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ (۱۰)

جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔

غرض کہ سچے مسلمانوں کی دنیا اور آخرت حیات و ممات میں بڑی عزت ہے اور کمال تقرب حاصل ہے اسی وجہ سے باتفاق جمہور اہل سنت جس طور پر زندہ مسلمان کو ایذاء اور تکلیف پہونچتی ہے مردہ مسلمان کو بھی ایذا و تکلیف پہونچتی ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

کسر عظم المیت ککسرہ حیا (۱۱)

---

(۱۰) آل عمران: آیت ۱۶۹

(۱۱)

الف: ابن ماجہ: کتاب الجنائز: باب فی النھی عن کسر عظام المیت: ج۱/ ص ۱۱۷ مطبع فاروقی دھلی

علامہ طیبی فرماتے ہیں

اشارتہ الی انہ لایھان المیت کمالایھان الحیّ

ترجمہ: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ میت کی توہین نہ کی جائے جس طرح زندہ کی توہین نہیں کی جاتی۔

حاشیہ ابن ماجہ تحت حدیث کسر عظم المیت ککسرہ حیّا ص ۱۱۷۔ مطبع فاروقی دھلی

علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

یستفادمنہ ان المیت یتالم بجمیع مایتالم بہ الحی ومن لازمہ ان یستلذبما یستلذبہ الحی. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

میت کی ہڈی توڑنا ویسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔

اس حدیث کو محدث ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اس سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ تمام وہ چیزیں جن سے زندہ تکلیف پاتا ہے اس سے میت کو بھی تکلیف والم پہونچتا اور اس حدیث سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جس سے زندہ کو تلذذ حاصل ہوتا ہے میت کو بھی تلذذ حاصل ہوتا۔

حاشیہ ابن ماجہ: تحت حدیث کسر عظم المیت ککسرہ حیا ص ۱۱۷۔ مطبع فاروقی دہلی

ب: سنن ابی داؤد : کتاب الجنائز: باب: فی الحفار یجد العظم هل یتنکب ذلك المکان: ج ۲/ص ۱۰۲ مطبع محمدی ۱۸۴۷ء

علامہ سیوطی فرماتے ہیں

عن جابر خرجنا مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی جنازة فجلس النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فیحفر القبر وجلسنا معه فاخرج الحفار ساقاً اوعضدافذهب لیکسره فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لا تکسرها فان کسرک ایاه میتاً ککسرک ایّاه حیّا.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنازہ میں نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے قبر کھودی جانے لگی ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے کہ گورکن نے پنڈلی یا بازو (قبر سے) نکالا اور اسے توڑنے کا ارادہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسے مت توڑ تیرا مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔

حاشیہ سنن ابی داؤد: تحت حدیث کسر عظم المیت ککسرہ حیّاص ۱۰۲ مطبع محمدی ۱۸۴۷ء

ج: مسند احمد بن حنبل ج ۶/ص ۱۰۰ مؤسسه قرطبه قاهره

سے روایت کیا ہے۔

دوسری حدیث کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روای ہیں

اذی المومن فی موته کاذاه فی حیاته (۱۲)

مومن کی اذیت بعد موت مثل اذیت حالت حیات ہے۔

اس کو محدث ابن شیبہ نے نقل کیا ہے ایک دیگر روایت میں آتا ہے

المیت یو ذیه فی قبره ما یو ذیه فی بیته (۱۳)

جس چیز سے انسان کو گھر میں ایذا ہوتی ہے اس سے قبر میں بھی اس کو ایذا ہوتی ہے۔

فقہاء کرام نے تصریح فرمائی کہ جس بات سے زندوں کو ایذاء پہنچتی ہے مردے بھی اس بات سے تکلیف پاتے ہیں۔

المیت یتاذی بمایتاذی به الحی

میت ایذا پاتی ہے اس سے جس سے زندہ تکلیف و ایذاء پاتا ہے۔

اس معنی کر احادیث صیحہ میں مردوں کو بُرا کہنے سے منع کیا گیا ہے اور ان کی اچھائیوں اور خوبیوں کے ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔ سنن ابوداؤد اور ترمذی شریف میں ہے۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اذکروا

---

(۱۲) شرح الصدور باحوال الموتیٰ والقبور: للسیوطی : باب تاذی المیت بسائر الوجوہِ الاذی ص ۱۱۹

(۱۳) شرح الصدور: حافظ سیوطی: باب تاذی المیت بما یبلغه عن الاحیاء ص ۱۱۷

محاسن موتاکم و کفو عن مساویھم (۱۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اپنے مردوں کے محاسن وخوبیوں کا ذکر کرواوران کی برائیوں کو بیان کرنے سے باز رہو

صحیح بخاری میں بروایت حضرت صدیقہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتسبوا الاموات فانھم قدافضوا الیٰ ماقدّموا (۱۵)

---

(۱۴) ترمذی: کتاب الجنائز: ج ۱/ص ۱۲۱ کتب خانہ رشیدیہ، دھلی

امام غزالی نے فرمایا:

غیبۃ المیت اشد من الحی وذلک لان عفو الحی والاستحلال لہ ممکن ومتوقع فی الدنیا بخلاف المیت ذکرہ علی القاری

میت کی غیبت کرنا زندہ کی غیبت سے زیادہ سخت (گناہ) ہے کیوں کہ زندہ کا معاف کرنا اوردرگزرکرنا دنیامیں متوقع وممکن ہے برخلاف میت کے۔

حاشیہ ترمذی زیر حدیث اذکروا محاسن موتاکم و کفوا عن مساویھم ص ۱۲۱ کتب خانہ رشیدیہ دہلی

نسائی شریف میں ہے:

ذکر عندالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ھالک بسوء فقال لاتذکروا ھالکاً الابخیر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مردے کا ذکر برائی کے ساتھ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کسی بھی مردے کا ذکر سوائے اچھائی کے مت کرو

(۱۵) بخاری: کتاب الجنائز باب ماینھی عن سبّ الاموات ج ۱/ص ۱۸۷ مطبع پوربندر گجرات

مردوں کو برامت کہو وہ اپنے اعمال کی طرف پہونچ گئے

اسی باعث مردے کو ان باتوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے زندگی میں اسے ایذاء ہوتی تھی قبر کے روندنے، اس پر تکیہ لگانے، جوتے پہن کر چلنے اور بلاضرورت قبرستان میں راستہ بنانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

عقبہ بن عامر صحابی رسول فرماتے ہیں:

لا ن اطأ علی جمرة أو علی حد سیف حتی یخطف رجلی أحب الی من ان امشی علی قبر مسلم

اگر میں آگ کے انگارے پر چلوں یا تلوار کی تیز دھار پر چلوں اور وہ میرے پیر کو کاٹ دے تو یہ فعل مجھے کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

لان اطأ علی جمرة احب الیّ من ان اطاء علی قبر مسلم (۱۶)

مجھے آگ کے انگارے پر چلنا قبر مسلم پر چلنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت بشیر بن خصاصہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای رجلا یمشی بین القبور فی نعلین فقال ویحک یا صاحب السبتتین اتق سبتتیک

---

(۱۶) الجامع الصغیر: حافظ سیو طی: ج ۲/ص ۱۰۳ مصطفیٰ البا بی الحلبی (مصر)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبرستان میں ایک شخص کو جوتے پہن کر چلتے دیکھا تو فرمایا تجھ پر افسوس ہے اے جوتے والے تو اپنے جوتے اتار دے۔

حضرت عمارہ ابن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رانی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم جالساً علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من علی القبر لاتؤذ صاحب القبر ولا یوذیک (۱۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قبر پر بیٹھے دیکھ کر فرمایا اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر، اور صاحب قبر کو ایذاء مت پہونچا اور نہ وہ تجھے ایذا پہونچائے (یعنی تو اگر اسے ایذاء پہونچائے گا تو اس کی وجہ سے تجھے آخرت میں ایذاء وتکلیف پہونچے گی)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

لان یجلس احدکم علی جمرة فتحرق ثیابه فتخلص الی جلده خیر له من ان یجلس علی قبر مسلم (۱۸)

تم میں سے کوئی انگارہ پر بیٹھ جائے اور وہ انگارہ اس کے کپڑے جلا کر کھال تک پہنچ جائے تو یہ مسلمان کی قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے

مراقی الفلاح میں علامہ شرنبلالی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

اخبرنی شیخی العلامة محمدبن احمدالحموی

---

(۱۷) مشکوٰۃ: باب دفن المیت ص ۱۴۹ اصح المطابع دھلی ۱۳۷۵ھ

(۱۸) صحیح مسلم: ج ۱/ص ۳۱۲/ کتاب الجنائز: باب النھی عن الجلوس علی القبر والصلوٰۃ الیه

الحنفی بانهم یتاذون بخفق النعال (۱۹)

مجھے میرے شیخ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی نے خبردی کہ مردے
جوتیوں کی آواز سے تکلیف پاتے ہیں:

ایک سائل نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قبر پر پاؤں رکھنا کیسا ہے فرمایا کہ مسلمان کی تکلیف کو بعد موت بھی ویسا ہی ناپسند کرتا ہوں جیسا کہ حالت حیات میں کرتا ہوں۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ازیں جا مستفاد میگردد کہ متالم میگردد بجمیع انچہ متالم میگردد بداں ولازم
ایں ست کہ متلذ ذ گردد بتمام انچہ متلذ ذمی شود بداں زندہ (۲۰)

اس سے یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ جن اشیاء سے زندہ شخص رنج
والم پاتا ہے مردہ بھی ان سے تکلیف پاتا ہے اور یہ بھی لازم
آیا کہ جن چیزوں سے زندہ متلذ ذ و محظوظ ہوتا ہے مردہ بھی ان
سے متلذ ذ ہوتا ہے۔

ان احادیث وآثار وروایات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ میت کو اپنے زائرین کی حاضری کا علم اوران کے ادب واحترام سے سروراوراہانت وبے ادبی سے تکلیف ہوتی ہے، اسی لیے مسلمانوں کوان کی قبروں کا روندنا قبرستان میں جوتا پہن

---

(۱۹) مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: علامہ شرنبلالی: باب احکام الجنائز: فصل فی زیارۃ القبور ص ۱۰۶ مطبع مصطفی البابی الحلبی مصر

(۲۰) اشعۃ اللمعات: شاہ عبدالحق محدث دہلوی: کتاب الجنائز: ج ۱/ص ۶۱۷ مطبع نامی نول کشور ۱۸۷۳ء ۱۲۹۰ھ

کر چلنا، قبر پر ٹیک لگانا شرعاً سب مکروہ وممنوع ہے، اوران افعال سے اہل قبور کوایذا ہوتی ہے۔

دلائل النبوۃ میں ابن مینا تابعی سے روایت ہے۔

میں مقبرہ میں گیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھ کر لیٹ گیا بخدا میں جاگ رہا تھا کہ میں نے سنا کہ کوئی قبر میں سے کہتا ہے اٹھ جا تو نے مجھے اذیت دی۔

شرح الصدور میں حضرت قاسم بن مخمرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

لان أطاء علی سنان رمحی حتی ینفذ من قدمی احب الیّ ان اطاء علی قبر وان رجلا وطئی علی قبرو قلبه لیقظان اذسمع صوتا من القبر الیک عنی یارجل لاتؤذینی (۲۱)

میں اپنے نیزے کی پری پر چلوں یہاں تک کہ وہ میرے قدموں کے پار ہو جائے تو یہ میرے نزدیک محبوب ہے کسی قبر پر چلنے کے مقابلہ میں، ایک شخص نے کسی قبر کو روندا درانحالیکہ اس کا دل بیدار تھا کہ اس نے قبر سے آواز سنی کہ اے شخص تو نے مجھے اذیت پہونچائی۔

اس بنا پر فقہاء کرام نے فرمایا ہے:

---

(۲۱)شرح الصدور:امام سیوطی: باب تاذی المیت بسائروجوہ الاذیٰ

ان المشی علی القبور یکرہ (۲۲)

قبروں پر چلنا مکروہ ہے۔

نیز فرمایا:

یا ثم بوطؤ القبور لان سقف القبر حق المیت

آدمی قبروں پر چلنے سے گنہگار ہوتا ہے اس لیے کہ قبر کی چھت میت کا حق ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ حق غیر میں تصرف منع ہے)

بدائع الصنائع میں ہے:

وکرہ ابو حنیفۃ ان یوطأ علی قبر ویجلس علیہ اوینام اوتقضی علیہ حاجۃ من بول وبراز لما روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أنہ نھی

---

(۲۲) فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام نے فرمایا

یکرہ الجلوس علی القبر وطؤہ۔

قبر پر بیٹھنا اور اس پر چلنا مکروہ ہے۔

فتح القدیر ج ۲/ص ۱۵۰ مطبع پوربندر گجرات

البحر الرائق میں ہے علامہ ابن نجیم نے فرمایا

ویکرہ ان یطاء القبر اویجلس اوینام علیہ اویقضی علیہ حاجۃ من بول او غائط اویصلی علیہ اوالیہ ثم المشی علیہ

البحر الرائق: شیخ زین الدین معروف ابن نجیم: ج ۲/ص ۲۰۹ کتاب الجنائز المطبعۃ العلمیۃ

قبر کو روندنا یا اس پر بیٹھنا یا اس پر سونا یا اس پر قضاء حاجت کرنا یا اس پر یا اس کی جانب نماز پڑھنا یا اس پر چلنا یہ سب مکروہ ہے۔

عن الجلوس علی القبور (۲۳)

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے قبروں کے روندنے اور اس پرسونے اور بیٹھنے اور بول وبراز کرنے کومکروہ فرمایا کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے قبروں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

مطالب المومنین میں ہے:

وان صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ

اگرمردہ قبرمیں مٹی ہوجائے توبھی اس کی قبرمیں دوسرے مردے کودفن کرنامکروہ ہے کہ حرمت میت باقی ہے۔

البحرالرائق میں ہے:

ویکرہ قطع الحطب والحشیش من المقبرۃ الا اذا کان یابسا (۲۴)

قبرستان سے گھاس اورلکڑی کا کاٹنامکروہ ہے مگرجب کہ خشک ہوجائے (توکاٹ سکتے ہیں)

خشک گھاس کی اس لیے قید لگائی کہ سبز گھاس کا قبرستان سے کاٹنامکروہ ہے کہ جب تک وہ تر رہتی ہے تسبیح کرتی ہے مردوں کواس سے انس ہوتاہےاوررحمت الٰہی کا

---

(۲۳) بدائع الصنائع! امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود: ج ۱/ص ۳۲۰ فصل فی سنۃ الدفن ایجو کیشنل پریس کراچی سنہ ۱۴۰۰ھ

(۲۴) البحر الرائق: علامہ ابن نجیم: ج ۲/ص ۲۱۱ کتاب الجنائز المطبعۃ العلمیہ فتاوی عالمگیریہ: ج ۱/ص ۱۶۷: کتاب الجنائز بلوچستان بک ڈپو

نزول ہوتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

مراد آن ست کہ روح میت ناخوش میدارد وراضی نیست بہ تکیہ کردن برقبروے از جہت تضمن وے اہانت واستخفاف رابوے (۲۵)

مراد یہ ہے کہ میت کی روح ناخوش وناراض ہوتی ہے، قبر پر تکیہ لگانے سے وہ راضی نہیں ہوتی کیوں کہ یہ چیز اس کی اہانت اور استخفاف کو شامل ہے۔

حدیقہ ندیہ میں افادہ کے اندر فرمایا:

معناه ان الارواح تعلم بترک اقامة الحرمة والاستهانة فتتاذی بذلک

اس کے معنی یہ ہیں کہ روح ترک حرمت اور اہانت کو جانتی ہے پس اسے اس سے تکلیف ہوتی ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

کره وطؤها بالاقدام لمافیه من عدم الاحترام (۲٦)

قبر کو قدموں سے روندنا مکروہ ہے کیوں کہ اس میں اس کی اہانت وبے ادبی ہے۔

---

(۲۵) اشعة اللمعات: شاه عبدالحق محدث دهلوی: ج ۱/ص ٦١٩ کتاب الجنائزباب دفن المیت مطبع نامی منشی نول کشور

(۲٦) مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: علامه شرنبلالی: باب احکام الجنائز: فصل فی زیارة القبور ج ۱: ص ۱۰٦

غرض کہ قبروں کا روندنا ترک احترام اور اہانت میت ہے، مردے کو اس کا علم ہوتا ہے اور اس سے وہ تکلیف پاتا ہے، میت کا ادب واحترام واجب ہے خصوصاً زیارت کے وقت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں:

كنت ادخل بيتي اى فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم واني واضع ثوبي اقول انما زوجي وابي فلمّا دفن عمر فوالله مادخلته الاّ وانا مشدودة عليّ ثيابي حياء من عمر (۲۷)

میں اپنے گھر میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، میں اپنے کپڑے رکھ دیتی تھی (یعنی زیادہ پردے کا اہتمام نہیں کرتی تھی) میں (اپنے دل میں) کہتی تھی کہ یہ میرے شوہر اور وہ میرے والد ہیں جب حضرت عمر اس میں دفن ہوئے تو میں کبھی اس گھر میں داخل نہیں ہوئی مگر اپنے کپڑوں کو اچھی طرح لپیٹ کر عمر سے شرم کی وجہ سے۔

حدیث مذکور کے ذیل میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

کہ حدیث دلیل واضح برحیات میت وعلم وے وآنکہ واجب است احترام میت نزد زیارت وے خصوصاً صالحاں ومراعات ادب برقدر مراتب ایشاں چنانچہ درحالت حیات ایشاں بود زیرا کہ صالحاں را مدد بلیغ ست مر زیارت کنندگان خود را براندازۂ ایشاں (۲۸)

---

(۲۷) مشكوٰة ج ۱/ ص ۱۵٤ باب زيارة القبور اصح المطابع دهلى ۱۳۷۵ھ

(۲۸) اشعة اللمعات: ج ۱/ ص ٦۳٦/ باب زيارة القبور

یہ حدیث میت کی حیات اوراس کے علم پر واضح دلیل ہے
زیارت کے وقت میت کا احترام واجب ہے خصوصاً صالحین کی
زیارت کے وقت ان کے مرتبہ کے بقدر احترام ضروری ہے جیسا
کہ ان کی حیات باسعادت میں تھا کیوں کہ صالحین اپنی زیارت
کرنے والوں کی ان کے اندازہ کے بقدر مدد فرماتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مامن احدیمرُّ
بقبراخیہ المومن کان یعرفہ فسلم علیہ الاّ عرفہ
وردعلیہ السلام (۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اوراسے پہچانتا تھا پس سلام کرتا ہے تو وہ صاحب قبر اسے پہچان لیتا ہے اوراس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

قبروں کا پختہ کرنا اوران پر قبہ یا عمارت بنانا کیسا ہے؟

یہ امر کہ شرعاً قبر کا پختہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اوراس کے پاس عمارت ومسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زیارت قبور تمام مسلمانوں کا مسلّم مسئلہ ہے اگر قبور کا نشان ہی باقی نہ ہوگا تو زیارت کیسے ہوگی لہٰذا جس جگہ پتھر میسر آئے نشان کے لئے پتھر قائم کردیں اور جس جگہ مٹی ریت ہے قبر کو پختہ کردیں اس کی ممانعت میں کوئی نص قطعی قرآن وحدیث میں نہیں، مطلقاً قبر کا بنانا ہی درست نہیں بلکہ ایسے مقامات پر جہاں کسی مقدس وبرگزیدہ ہستی کا مزار پاک ہو عمارت بنانا، مسجد قائم کرنا، جس سے کسی صالح کے مقام یا قبر کا پتہ چلے بغرض زیارت آثار حصول برکت، سنت امم ماضیہ

(۲۹) وفاء الوفاء ج ۴/ص ۳۶۳ للسمهودی داراحیاء التراث العربی

قرآن کریم سے ثابت ہے دیکھو سورۂ کہف تفسیر آیت کریمہ:

فقالوا ابنوا علیهم بنیاناً (۳۰)

صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں

فقالوا حين توفى الله اصحاب الكهف ابنوا عليهم بنياناً اى على باب كهفهم لئلا يتطرق اليهم الناس بتربتهم ومحافظة عليها كما حفظت تربة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحظيرة (۳۱)

جس وقت اللہ نے اصحاب کہف کو وفات دی تو لوگوں نے فرمایا ان کے غار پر عمارت بنادو تاکہ لوگ ان کی تربت کی جانب راستہ نہ پاسکیں اوران کی تربتوں کی حفاظت ہوجیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی حظیرہ کے ذریعہ حفاظت کی گئی۔

صاحب تفسیر مدارک آگے فرماتے ہیں:

قال الذين غلبوا على أمرهم من المسلمين وملكهم وكانوا اولىٰ بهم وبالبناء عليهم لنتخذن عليهم على باب الكهف مسجداً يصلى فيه المسلون ويتبركون بمكانهم (۳۲)

کہا اہل اسلام واہل حکم میں سے جو ان کے معاملہ پر غالب آگئے

---

(۳۰) الکہف: آیت ۲۱ ترجمہ: انہوں کہا ان کے اوپر عمارت بناؤ۔

(۳۱) تفسیر مدارک ج ۳/ص ۷ تحت آیت فقالوا ابنوا علیهم بنیاناً

(۳۲) تفسیر مدارک ج ۳/ص ۷ تحت آیت قال الذین غلبوا

اور (اصحاب کہف) کے پاس عمارت بنانے کے زیادہ مستحق تھے ہم
ضرور غار کے دروازے پر ایک مسجد بنائیں گے جس میں مسلمان
نماز پڑھیں گے اور ان کی جگہ سے برکت حاصل کریں گے

تفسیر بیضاوی میں فرمایا:

ثم رجعوا إلى مضاجعهم فماتوا وبنى عليهم مسجداً (۳۳)

پھر وہ (اصحاب کہف) اپنی آرام گاہ میں لوٹے پس ان کا انتقال ہو گیا اور ان پر مسجد تعمیر کردی گئی۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب اصحاب کہف نے وفات پائی اور غار میں دفن کئے گئے بعض نے کہا کہ ایک عمارت بنادی جائے تا کہ ان کے مزاروں پر لوگوں کے پاؤں نہ پڑیں اور ان کے مزاروں کی حفاظت ہو جس طرح کہ حظیرہ سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مقدس کی حفاظت کردی گئی بعض نے جو صاحب حکومت اور اہل اسلام تھے اور جن کو عمارت بنانے کا حق تھا کہا ہم یہاں پر مسجد بنائیں گے کہ یہ مسلمانوں کی یادگار رہو اور نماز پڑھنے والے نماز پڑھیں اور اس جگہ سے برکت حاصل کریں لہذا وہاں مسجد بنادی گئی۔ ہماری شریعت نے بھی اس طریقہ کو منسوخ و ممنوع قرار نہیں دیا بلکہ قبور کو سجدہ گاہ بنانے اور خاص اس پر مثل یہود و نصاری عمارت کو منع فرمایا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال البيضاوى لما كانت اليهود والنصارى يسجدون قبور الانبياء تعظيما لشأنهم ويجعلونها

---

(۳۳) تفسیر بیضاوی: سورہ کہف: زیر آیت مذکور

قبلة یتوجهون فی الصلوة نحوھا واتخذوھا اوثاناً منعھم المسلمین ذلک فاما من اتخذمسجدا فی جوار صالح وقصدالتبرک بالقرب منه لا التعظیم ولاالتوجه نحوه فلایدخل ذلک الوعید

یہود ونصاری قبور انبیاء علیہم السلام کوسجدہ کرتے تھے اور تعظیماً ان کوقبلہ بناتے تھے اورنماز میں اسی طرف منھ کرتے تھے اور قبور کو پوجتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔

رہا یہ کہ کسی بزرگ کی قبر کے جوار میں مسجد بنائی جائے اور اس سے برکت اور قرب کا قصد ہو نہ کہ اس کی تعظیم اور اس کو قبلہ بنانا وغیرہ تو یہ امر اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

لعن اللّٰہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد (۳۴)

اللہ یہود ونصاری پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا

تیسیر القاری شرح بخاری میں فرمایا:

لعنت کردہ است خدا یہود را ازیں جہت است کہ گرفتہ اند قبرہاء

---

(۳۴) الف: بخاری ج ۱/ص ٦١ کتاب الصلوٰۃ۔ پور بندر گجرات

ب: مسلم: ج ۱: ص ۲۰۱ کتاب المساجدو مواضع الصلوة: پور بندر گجرات

ج: مشکوة: ج ۱/ص ٦٩ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ اصح المطابع دھلی

انبیاء خودرا مساجد خواہ بہ نبش از راہ اہانت یا بے نبش از راہ غلو در تعظیم بعبادت قبرہا وسجدہ کردن مرآں را پس معلوم شد کہ موجب لعن طعن ہمیں دو چیز بودہ است (۳۵)

اللہ تعالی نے قوم یہود پر اس وجہ سے لعنت بھیجی کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنالیا خواہ ان کو کھود کر اہانت اور بے ادبی کے غرض سے یا بغیر کھودے ہوئے ان کو مسجد بنایا ان قبروں کی عبادت اوران کو سجدہ کر کے تعظیم وتکریم میں انتہائی غلو کرتے ہوئے لہذا معلوم ہوا کہ لعن وطعن کا سبب یہ ہی دو چیزیں ہیں۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ذیل میں فرمایا:

اما اگر در قرب قبر ایشان مسجدے بنا کنند یا نمازے بکند بے توجہ بجانب آں تا بہ برکت مجاورت آں موضع کہ مدفن جسد مطہر ایشاں است وبامداد نورانیت از روحانیت ایشان عبادت کمالے وقبور یا بد دریں جا محذورے لازم نمی آید وباکے نیست کذا قال ابن حجر المکی (۳۶)

اگران کی (نبی وولی کی) قبر کے پاس مسجد بنائیں یا بغیر ان کی طرف متوجہ ہوئے نماز پڑھیں تا کہ اس جگہ کی ہم نشینی سے برکت حاصل ہو جہاں ان کا جسد مطہر مدفون ہے اوران کی

---

(۳۵) تیسیر القاری شرح بخاری: مولانا نور الحق محدث دھلوی: ج ۱/ص ۱۶۲ باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد مطبع محمدی لکھنؤ ۱۲۹۸ھ

(۳۶) اشعة اللمعات: شاہ عبدالحق محدث دھلوی : کتاب الصلوٰۃ: باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ ج ۱/ص ۲۹۵ مطبع نول کشور لکھنؤ ۱۲۹۰ھ

روحانیت ونورانیت کی مدد سے عبادت کمال اورقبولیت پائے
تواسمیں کوئی حرج نہیں اوراسی طرح ابن حجرمکی نے فرمایا۔
لیکن وہ شخص کہ جوجوار صالحین میں بغرض حصول برکت وتقرب مسجد بنائے
اورقبرکوقبلہ نہ بنائے اس کی طرف سجدہ نہ کرے وہ اس وعید میں داخل نہیں وہ قرب
وجوارصالح میں مسجد بناسکتاہے لکل امرء مانوی اسی طرح اورفقہاء محدثین
ومفسرین نے تحقیق فرمائی کہ خودحضور صلی اللہ علیہ وسلم کامزارمقدس بامرالٰہی وارشاد
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل قریب مسجد بنایا گیااورتمام حجرات اہل بیت نبوت
خالی ہوجانے پرمسجد میں شامل کردیئے گئے تاکہ جس جگہ حضورسرورعالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے قیام اورآرام فرمایاہے ہمیشہ کے واسطے عبادت گاہ رہے اسی بناپرآج تک قرناً
بعدقرنٍ جوارصالحین اوران کے آثارومشاہدپراسلاف مساجدتعمیرکرتے چلے آئے ہیں
اورمقابرپرصرف بغرض آسائش زائرین قرأت قرآن،عمارت کی اجازت دی ہے۔
قبورصالحین کاپختہ کرانااس غرض صالح سے کہ نشان باقی رہے یہ لوگ اہانت
سے مرتکب معصیت نہ ہوں، کھیت والے کھود نہ ڈالیں،ناواقف اس پرمکان نہ
بنالیں،شرعاً ممنوع نہیں ہے بغرض علامت قبرحضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی
قبرپرخودسرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑااونچاپتھرنصب فرمایااورارشادفرمایا
کہ میں اس پتھرکواپنے بھائی کی قبرکی علامت ٹھہراتاہوں آئندہ میرے اہل بیت ان
کے جوارمیں دفن ہونگے (۳۷) چنانچہ مزارحضرت سیدناابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ

---

(۳۷)لمامات عثمان بن مظعون اخرج بجنازة فدفن امرالنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم
رجلاً ان یاتیہ بحجر فلم یستطع حملها فقام الیها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسل
وحسر ذراعیہ قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
کانی انظرالی بیاض ذراعی رسول اللّٰہ صلیّ اللّٰہ علیہ وسلم . (بقیہ اگلے صفحہ پر)

علیہ وسلم اسی کے قریب میں ہوا اور دس اجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی کے قرب میں مدفون ہیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو احد جاتی تھیں۔

اور ان کی قبر شریف کی اصلاح و مرحمت کیا کرتی تھیں اور علامت کے واسطے پتھر رکھ دیا تھا اور وہاں جا کر نماز پڑھتی تھیں اور دعا کرتی تھیں حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے مکان میں جب ایک ام المومنین کی قبر آ گئی تو آپ نے اس کو گھر سے علیحدہ فرما کر ایک عمارت خاص سے امتیاز دیدیا اور قبر بنوادی، اصحاب تاریخ نے بعض وقائع بھی لکھے ہیں جن میں ہے کہ قبور حضرات اہل بیت پر پتھر پائے گئے جن پر ان کے نام درج تھے۔

درمختار میں عام قبور پر بنا کو مذہب مختار میں جائز بتایا اور خصوصیت سے صلحاء ومشائخ وعلماء کے قبروں پر حظیرہ اور عمارت بنانا مباح ٹھہرایا اور اس کی اباحت کے فتوی دیئے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار مقدس حجرہ شریف میں بنا جو مسقّف تھا اور اسی میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما دفن ہوئے اور قرن صحابہ وتابعین میں اس کی

حین حسر عنها ثم حملها فوضعها عند رأسه فقال أُعلم بها قبر اخی وادفن الیه من مات عن اهلی الف: ابو داؤد: ج۲/ص ۱۰۱ کتاب الجنائز: باب فی جمع الموتی قبر والقبر یعلم مشکوۃ شریف ج۱/ص ۱۴۹ باب دفن المیت

جب حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی اور وہ دفن کر دیئے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک پتھر لانے کا حکم فرمایا مگر وہ بوجہ بھاری ہونے کے اسے نہ اٹھا سکا تو آپ خود اس پتھر کے قریب تشریف لے گئے اور آستین چڑھائی راوی نے کہا کہ جب آپ نے اپنی کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپکی کلائیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر حضرت عثمان کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر سے میں اپنے بھائی کی قبر کا نشان کرتا ہوں اور میرے اہل میں سے جو وفات پائے گا اس کے پاس دفن کرونگا۔

تعمیر ہوئی اور اسی پر دوسرا حظیرہ بنایا گیا پھر خلفائے اسلام وقضاۃ نے اقتداء اکابر کے مزارات پر عمارات بنائیں جو آج تک موجود ہیں۔

درمختار میں ہے:

قیل لا باس به و هو المختار (۳۸)

کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہی مختار ہے۔

ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے:

و کره الأجر والخشب یعنی فی داخل اللحد بدلیل ما ذکره فخر الاسلام

قبر کے داخلی حصّہ میں پکی اینٹ یا لکڑی لگانا اس دلیل سے مکروہ ہے جس کو فخر الاسلام نے ذکر کیا ہے۔

جامع صغیر میں ہے

ولایکره الأجر علی الظاهر لان النّبی صلی الله علیه وسلم وضع علی قبر ابن مظعون حجرا فقال لاعرف به قبر اخی

قبر کے خارجی حصہ پر پکی اینٹ لگانا مکروہ نہیں ہے کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی قبر پر پتھر رکھا اور فرمایا میں نے اس پتھر کو رکھا تا کہ اس سے اپنے بھائی کی قبر پہچانوں۔

قبر کے اندرونی حصہ یعنی لحد میں پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے بالائی حصہ میں مکروہ نہیں

---

(۳۸) درمختار: علاؤ الدین حصکفی: کتاب الصلوٰۃ: باب صلوۃ الجنازۃ ص ١٤٨

قال فخر الاسلام فان احتیج الی الکتابة حتی یذهب الاثر ولا یمتهن به فلابأس به ایضا (۳۹)

فخر الاسلام نے کہا قبر پر لکھنے میں کوئی حرج نہیں اگر اس کی حاجت ہو تا کہ اثر و نشان نہ جاتا رہے۔

علامہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں فرمایا:

وقد اباح السلف البناء علی قبر المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ولیستر حوا بالجلوس فیه (۴۰)

مشائخ کرام اور مشہور و معروف علماء کرام کی قبر پر عمارت بنانا سلف نے مباح قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان حضرات کی زیارت کریں اور اس عمارت میں بیٹھ کر آرام کریں۔

کشف الغطاء میں ہے:

کہ مباح کردہ اند سلف بنا را بر قبر مشائخ و علماء مشہورین تا مردم زیارت کنند و استراحت نمایند بجلوس در آں و اگر از برائے زینت کنند مکروہ است در مدینہ مطہرہ بنائے قبہ ہا بر قبور اصحاب در زماں پیش شدہ است ظاہر آنست کہ آں بتجویز علماء آں وقت باشد و بر مرقد منور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبہ عالی است

سلف نے مشائخ و علماء کی قبر پر عمارت بنانا مباح بتایا ہے تا کہ لوگ زیارت کریں اور اس جگہ بیٹھ کر راحت حاصل کریں اور اگر یہ چیز (عمارت بنانا) زینت کے لیے ہو تو مکروہ ہے اسی

---

(۳۹) در مختار: علاؤ الدین الحصکفی: ج ۱/ص ۱۴۸، کتاب الصلوٰۃ: باب صلوٰۃ الجنازۃ

(۴۰) مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری

زمانے میں مدینہ منورہ میں صحابہ کی قبور پر قبہ بنائے گئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ کام اس زمانے کے علماء کرام کی تجویز سے ہوا ہو گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر بہت بلند و بالا قبہ ہے۔

مدارج النبوۃ میں ہے:

درمطالب المومنین گفتہ است مباح داشتہ اند سلف کہ بنا کردہ شود برقبر مشائخ وعلماء مشہورتا زیارت کنند ایشا نرا مردم و استراحت یابند درآں ونشیند درسایہ آں نقل کردہ است آنرا از مفاتیح شرح مصابیح وگفتہ است کہ دیدم بہ بخارا قبورکہ عمارت کردہ شدہ است بخشتھائے تراشیدہ وتجویز کردہ اند اسماعیل زاہد کہ از مشاہیر فقہاء است

مطالب المومنین میں کہا ہے مشائخ وعلماء کرام کی قبور پر عمارت بنانا مباح ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت سے مشرف ہوں اور وہاں آرام کریں اور اس کے سایہ میں بیٹھیں ''مفاتیح شرح مصابیح'' سے نقل کیا گیا کہ میں نے بخارا میں قبور پر پکی اینٹوں سے عمارت بنی ہوئی دیکھی جس کو اسماعیل زاہد علیہ الرحمہ نے تجویز فرمایا اور وہ مشاہیر فقہاء کرام میں سے ہیں۔

اور بعد دفن قبروں پر خیمہ لگانا بخاری شریف اور عینی شرح بخاری میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے (۴۱)

---

(۴۱) الاصابہ فی احوال الصحابہ میں ہے۔

مات الحکم بن ابی العاص فی خلافة عثمان فضرب علی قبره فسطاس فی یوم صائف فتکلم الناس فی ذلک فقال عثمان رضی اللہ عنه قد ضرب فی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بدائع الصنائع میں ہے:

انّ عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنهما لمامات بالطائف صلی علیه محمدبن الحنفية وکبر علیه اربعا وجعل له لحداوأدخله من قبل القبلة وجعل

عهدعمرعلی زینب بنت جحش فسطاس فهل رایتم عائباً عاب ذلک

الاصابه فی احوال الصحابة ابن حجر عسقلانی ج۲/ص ۱۰۵ دارالجیل لبنان ۱۴۱۲ھ

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حکم بن العاص کا انتقال ہوا ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ قائم کیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق کچھ کلام کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا گیا تھا تو کیا تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا۔

حضرت مولانا عبدالحامد مقتدری عثمانی بدایونی قدس سرہ نے اپنی تالیف ''عقائد اہل سنت'' میں عمدۃ القاری شرح بخاری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

وضرب عمررضی اللّٰہ عنه علی قبرزینب بنت جحش وضربه محمدبن الحنفية علی قبر ابن عباس.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ قائم کیا اور محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباس کے مزار پر خیمہ نصب کیا۔

صاحب ''عقائد اہلسنت'' آگے عینی کے حوالہ سے فرماتے ہیں

ضرب الفسطاس ان کان بغرض صحیح کالتسترمن الشمس مثلاً للاحیاء لاظلال المیت فقط جاز.

ترجمہ: اگر خیمہ کسی صحیح غرض کے لیے لگایا جائے مثلاً لوگوں کے دھوپ سے بچنے کے لیے، فقط میت کے سایہ کے لیے نہیں تو جائز ہے۔

علامہ سید محمد امین قدس سرہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

وفی الاحکام عن جامع الفتاوی وقیل لایکره البناء اذاکان المیت من المشائخ والعلماء والسادات

ترجمہ: احکام جامع الفتاوی سے منقول ہے کہ کہا گیا ہے کہ قبر کے گرد عمارت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قبره مسنما وضرب علیه فسطاطاً (۴۲)

جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا طائف میں انتقال ہوا تو محمد بن حنفیہ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے) نے نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور ان کی قبر کو لحد بنایا اور ان کو قبلہ کی جانب سے داخل کیا، نیز ان کی قبر، کوہان نما بنائی اور ان کی قبر پر خیمہ قائم کیا۔

سلف صالحین کی ان روایات وتعامل سے یہ امر ظاہر ہے کہ حدیث نہی عن البناء وتجصیص قبور میں نہی تحریمی نہیں ورنہ اسلاف مباح نہ کہتے اور پختہ قبریں اور حظیرہ بنانے کی اجازت نہ دیتے اگر کسی فقیہ سے خلاف بھی مروی ہے تو وہی اظہار زینت وفخر وریا کی وجہ سے جیسا کہ عبارت کشف الغطاء سے ثابت ہوا اور بحر رائق اور فتح القدیر میں ایسا ہی ذکر کیا اور احکام فرعیہ بر بناء علل متغیر ہوتے رہتے ہیں

شرح سفر السعادت میں حضرت محدث دہلوی نے فرمایا کہ

بنانا مکروہ نہیں جب کہ میت مشائخ اور علماء اور سادات کی ہو۔

ردالمحتار: ابن عابدین شامی: ج ۱/ ۶۰۱ کتاب الصلوٰۃ

باب صلوٰۃ الجنائز: مطلب فی دفن المیت دارا لطباعۃ المصر یہ قاہرہ

علامہ عبدالحامد بدایونی قدس سرہ اپنی تصنیف ''عقائد اہل سنت'' میں تفسیر روح البیان سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فبناء القباب علی قبور الاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورهم امر جائز اذا کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا اصاحب القبر.

اولیاء وصلحاء کی قبروں پر قبے بنانا چادر عمامہ، کپڑوں کا ڈالنا جب کہ اس سے مقصود عوام کی نگاہوں میں اہل قبور کی تعظیم ہوتا کہ صاحب قبر کی تحقیر نہ ہو تو ایک امر جائز ہے۔

(۴۲) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: امام علاؤ الدین ابی بکر بن مسعود ج ۱/ص ۳۲۰ فصل فی سنة الدفن ایجو کیشنل پریس کراچی سنہ ۱۴۰۰ھ

درآخر زمان بجہت اقصار نظر عوام برظاہر مصلحت در تعمیر وترویج مشاہد ومقابر مشائخ وعظماء دیدہ چیزہا افروزہ اندتاازانجا بہت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پدید آید الیٰ ان قال وبسا اعمال وافعال واوضاع کہ درزمان سلف اومکروہات بوددرآخرزماں ازمستحسنات گشتہ۔

عصر حاضر میں عوام کی کوتاہی کے پیش نظر مشائخ عظام وصالحین کے دیدہ زیب مشاہد ومقابر تعمیر کرنے میں مصلحت ہے وہ یہ ہے کہ اہل اسلام کی شوکت اورارباب صلاح کی عظمت ظاہر ہونیز کہتے ہیں کہ بہت سے اعمال وافعال جن کوسلف صالحین نے مکروہ سمجھا آخرزمانے میں اسی باعث مستحسن ہوگئے۔

علاوہ برایں جن احادیث میں بناء علی القبور سے منع فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہود انبیاء علیہم السلام کی قبروں کوسجدہ گاہ بناتے اوراپنے عمائد واکابر کی قبروں پر بڑی بڑی لاٹیں اور عمود اور منارہ بناتے تھے مسلمانوں کوان کی مشابہت سے روکا گیا کہ ان عمارتوں سے نہ میت کوکوئی فائدہ ہے نہ احیاء کو،سوائے اسراف وتضیع مال وفخر وریا کے کچھ حاصل نہ تھا جیسا کہ اہرام مصراور عام قبور نصاریٰ موجود ہیں۔اس کا خلاف دکھانا مسلمانوں کودھوکا دینا اور مغالطہ میں ڈالنا ہے اور تعامل واقوال سلف سے اعراض۔اگراس تعامل عام اہل اسلام کوشرک وکفر کہا جائے گا تو تمام امت مرحومہ امت ملعونہ قرار پائے گی اورحدیث لاتجتمع امتی علی الضلالۃ غلط اور بے معنی قرار پائے گی نعوذ باللّٰہ من سوء الاعتقاد واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایونی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

تصدیقات

و اللّٰہ حق حق حق

میں نے بفضلہ تعالیٰ مکہ معظّمہ میں پانچ برس تک مستقل قیام کیا جس میں بعض زمانہ حکومت ترک کا رہا اور اکثر زمانہ، حکومت شریف حسین صاحب کا تھا اس زمانہ میں مختلف دیار و امصار کے علماء کرام وہاں بغرض ادائے حج فریضہ تشریف لاتے تھے مگر کسی عالم مقلد نے وہاں کے قبب و مزارات کو ممنوع نہیں فرمایا حالاں کہ زمانہ آزادی میں بھی کسی عالم بیرونی و اندرونی نے ان قبب و مزارات کو جو جنت المعلیٰ میں تھے اور مسجد الجن و مسجد جبل ابوقبیس وغیرہ کو ممنوع نہیں فرمایا جس سے ان کا اتفاق اور رضا مفہوم ہوتا ہے اور میں ۱۳۱۲ھ اور ۱۳۲۹ھ میں بغرض زیارت مدینہ منورہ حاضر ہوا تھا تو وہاں علماء ہند و شام و مغرب کے تھے سب نے وہاں کے قبب و مساجد و مزارات جو جنت البقیع و مقام احد میں تھے زیارت کی اور کسی نے ممنوع نہیں فرمایا۔ ہاں یہ اور امر ہے کہ ہم علماء حرمین اور ان علماء کے ساتھ سوءِ ظن کر کے یہ خیال کریں کہ کسی امر کی وجہ سے مسائل شرعیہ کو ظاہر نہیں فرمایا اور سکوت فرمایا ان توہمات وخیالات فاسدہ کا کچھ جواب نہیں ہے۔ باقی ثبوت عدم ممنوعیت کو خیال رکھنا چاہیے کہ آج کل بسبب عدم سلطنت اسلامیہ کے ہر شخص آزاد ہو گیا جو جی میں آتا ہے لکھ دیتا ہے اور کبھی ان امور کو خلاف حدیث کہتا ہے اور کبھی خلاف قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اور کبھی یہ کہتا ہے کہ یہ سب قبب و علامات مشتبہ تھے یقینی نہیں تھے لوگوں نے اپنے کھانے کمانے کا ڈھونگ بنا رکھا تھا حالانکہ جو حضرات حج وغیرہ کے لیے جاتے

ہیں اورذرا ہوشیار ہوتے ہیں ان کو بخوبی معلوم ہے کہ ان مقامات کے مجاورین ومحافظین کبھی حجاج سے طلب نہیں کرتے یہ بات اور ہے کہ حجاج خود بلا طلب ان کی خدمت کردیں اور دے دیں تو لینے سے انکار نہیں کرتے مسلمان اپنے اعتقاد و دین کو ان کے کہنے و بہکانے سے خراب نہ کریں بلکہ ایسے حضرات کی صحبت وتحریرات سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

فقط هذا ماعندی واللّٰه اعلم بالصّواب

حرره مشتاق احمد خادم الطلبه فی المدرسة الصولتية

مکه مکرمه سابقاً حال وارد بدایون مدرسه شمس العلوم

صح الجواب واللّٰه تعالیٰ اعلم

کتبہ محمد حبیب الرحمٰن القادری البدایونی غفرلہ

صح الجواب: فقیر محمد عبد القدیر القادری البدایونی